قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 02 مارچ 2021ء | 17 رجب 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:52

ارشاد باری تعالیٰ

اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَ الۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَ الطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا یَقُوۡلُوۡنَ ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ۔

(النور:27)

ترجمہ: ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں۔ اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔ یہ لوگ اُس سے بری الذمہ ہیں جو وہ کہتے ہیں۔ اِنہی کے لئے مغفرت ہے اور عزت والا رزق ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

غض بصر سے کام لیں

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’غض بصر سے کام لیں۔ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔ یعنی بلاوجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لئے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔ لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو مردوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پھر مومن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لئے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 86 تا 88)

حیا ایمان کا حصہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے جو حدود مقرر کی ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ظاہر ہے آپ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: ’’حیا ایمان کا حصہ ہے۔‘‘ (صحیح بخاری، کتاب الایمان۔ حدیث نمبر 24) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں جزا پاتا ہے بشرطیکہ تم مومن ہو، تمہارے میں ایمان ہو۔‘‘

(مستورات سے خطاب فرمودہ 2 جون 2012ء بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 26 اکتوبر 2012ء)

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- اے مولویو کچھ تو کرو خوف خدا کا (منظوم)
- میرے استاد حافظ روشن علی صاحبؓ مرحوم
- ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن مسرور ٹیلی پورٹ۔ امریکہ

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بدنظری ایک زہریلا تیر ہے

اَلنَّظَرَۃُ سَھۡمٌ مَّسۡمُوۡمٌ مِّنۡ سِھَامِ إِبۡلِیۡسَ مَنۡ تَرَکَھَا مِنۡ مَخَافَتِیۡ أَبۡدَلۡتُہٗ إِیۡمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیۡ قَلۡبِہٖ

(المنذری، عبدالعظیم، الترغیب والترھیب، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1417ھ، جلد 3، صفحہ 153)

’’بدنظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو شخص اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے، میں اس کو ایک ایسی ایمانی قوت دوں گا، جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں پائے گا۔‘‘

تمہاری نگاہیں اچانک پڑنے والی نظر کی پیروی نہ کریں

عَنۡ اَبِیۡ بُرَیۡدَۃَ عَنۡ اَبِیۡہِ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَاعَلِیُّ لَا تُتۡبِعِ النَّظۡرَۃَ النَّظۡرَۃَ فَاِنَّ لَکَ الۡاُوۡلٰی وَلَیۡسَتۡ لَکَ الۡاٰخِرَۃُ۔

(سنن ابو داؤد کتاب النکاح باب مَا یُؤۡمَرُ بِہٖ مِنۡ غَضِّ الۡبَصَرِ حدیث نمبر 382)

ترجمہ: ’’حضرت ابو بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو کیونکہ (اچانک پڑنے والی) پہلی نظر تو معاف ہے۔ لیکن اس کے بعد دوسری نظر معاف نہیں۔‘‘

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف مت اٹھائے پھرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے۔ بلکہ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِھِمۡ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 53 مطبوعہ ربوہ)

ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 343-344، مطبوعہ ربوہ)

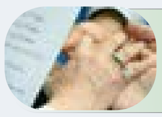

دربارِ خلافت

اگر ہم نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ہر قسم کے اعتراضوں اور استہزاء سے پاک کرنا ہے تو کسی قانون سے نہیں بلکہ دنیا کو آنحضرتؐ کے جھنڈے تلے لا کر کرنا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

2005ء میں جب ڈنمارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیہودہ تصاویر بنائی گئیں تو ڈنمارک مشن نے بھی اور میں نے بھی خطبات کے ذریعہ اس کا جواب دیا۔ قانون کے اندر رہتے ہوئے کارروائیاں بھی کیں۔ ہالینڈ کے ممبر آف پارلیمنٹ کی طرف سے قرآنِ کریم پر حملہ ہوا، اسلام پر حملہ ہوا تو ان کے جوابات دیئے گئے۔ تو قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے غیرت کا مظاہرہ ہے جو ایک حقیقی مسلمان کا سرمایہ ہے۔ قانون سے باہر نکل کر ہم جو بھی عمل کریں گے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صدق و وفا کا تعلق نہیں ہے۔

لیکن اصل چیز جو اس صدق و وفا کے تعلق کو جاری رکھنے والی ہے وہ آپؐ کا پیغام ہے۔ اگر مسلمان اس پیغام کی حقیقت کو سمجھتے ہوں، اس خوبصورت پیغام کے پہنچانے کا حق ادا کرنے والے بن جائیں تو آج یہ حالات نہ ہوں۔ اگر وہ حقیقت میں اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کر رہے ہوتے تو دشمن کا منہ خود بخود بند ہو جاتا۔ اور اگر مسلمانوں میں سے چند مفاد پرست قانون کی آڑ میں ناجائز فائدہ اٹھانے والے ہوتے بھی یا فائدہ اٹھانے کی کوشش بھی کرتے تو قانون ان کو مجرم بنا کر اس مفاد پرستی کی جڑ اکھیڑ دیتا۔ لیکن یہ سب کام تقویٰ کے ہیں۔ پس مسلمان اگر ناموسِ رسالت کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں تو اس تقویٰ کو تلاش کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں غیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات بھرے پڑے ہیں۔ ایک خطبہ میں تو ان کا ذکر نہیں ہوسکتا۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ چند خطبوں میں بھی نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ہر قسم کے اعتراضوں اور استہزاء سے پاک کرنا ہے تو کسی قانون سے نہیں بلکہ دنیا کو آنحضرتؐ کے جھنڈے تلے لا کر کرنا ہے۔ کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے فساد اس وقت ختم ہوں گے جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کریں گے اور دنیا کو آنحضرتؐ کے جھنڈے تلے لائیں گے۔ لیکن اگر صرف قانون بنا کر پھر اس قانون سے اپنے مفاد حاصل کر رہے ہوں گے تو ہم بھی توہینِ رسالت کے مرتکب ہو رہے ہوں گے۔ ورتمان رسالہ جو تھا جس کے بارے میں میں نے بیان کیا کہ خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کے بارے میں لکھا اور مسلمانوں کو کہا کہ احتجاج کرو اور پھر ساری مسلم امت جو تھی وہ سراپا احتجاج بن

بقیہ صفحہ 3 پر

اے مولویو کچھ تو کرو خوف خدا کا

اے مولویو کچھ تو کرو خوف خدا کا
کیا تم نے سنا تک بھی نہیں نام حیا کا
کیا تم کو نہیں خوف رہا روز جزا کا
یوں سامنا کرتے ہو جو محبوب خدا کا
ہر جنگ میں کفار کو ہے پیٹھ دکھائی
تم لوگوں نے ہی نام ڈبویا ہے وفا کا
ٹھہراتے ہیں کافر اسے جو ہادی دیں ہے
یہ خوب نمونہ ہے یہاں کے علما کا
بیٹھا ہے فلک پر جو اسے اب تو بلاؤ
چپ بیٹھے ہو کیوں تم ہے یہی وقت دعا کا
پر حشر تلک بھی جو رہو اشک فشاں
تم ہرگز نہ پتہ پاؤ گے کچھ آہِ رسا کا
وہ شاہ جہاں جس کے لیے چشم بَرَہ ہو
وہ قادیاں میں بیٹھا ہے محبوب خدا کا
وحشی کو بھی دم بھر میں بناتی ہے مہذب
دیکھو تو اثر آ کے ذرا اس کی دعا کا
وہ قوت اعجاز ہے اس شخص نے پائی
دم بھر میں اسے مار گرایا جسے تاکا
محمود نہ کیوں اس کے مخالف ہوں پریشاں
نائب ہے نبی کا وہ فرستادہ خدا کا

کلام محمود

(اخبار بدر جلد 6۔14مارچ 1907)

آج کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

(ترمذی ابواب الدعوات۔ باب مَا یَقُوْلُ اِذَا رَاٰی مُبْتَلًی)

ترجمہ: سب تعریفیں (شکر) اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں جس نے مجھ کو اس مصیبت سے بچایا، جس میں تجھے مبتلا کیا۔ اور اپنی مخلوق میں سے بہتوں پر مجھے فضیلت بخشی۔

یہ سید و مولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھنے کی دعا ہے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھے اور یہ دعا (مندرجہ بالا) کرے تو وہ اس مصیبت سے محفوظ رکھا جائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو 9 ستمبر 1903 کو الہام ہوا:

یَا حَفِیْظُ۔ یَا عَزِیْزُ۔ یَا رَفِیْقُ

ترجمہ: اے حفاظت کرنے والے۔ اے غالب۔ اے دوست (ساتھی)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

پھر چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اس کے ناموں (مندرجہ بالا) کا ورد کیا جاوے۔ رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسمائے باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا۔

(تذکرہ صفحہ: 404)

آج کل وباؤں کے موسم میں ان دونوں دعاؤں کو کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کُل عالم پر رحم فرمائے۔ اس (کرونا) بیماری سے پوری انسانیت کو جلد نجات دے۔ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین

مرسلہ: مریم رحمٰن

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

میرے استاد حافظ روشن علی صاحبؓ مرحوم

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ مرحوم میرے استاد تھے اور جماعت احمدیہ کے علماء کی صفِ اوّل میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے ذکر سے دل میں بہت سی شیریں یادیں تازہ ہوتی ہیں جن میں لازماً کچھ تلخی بھی ملی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام میں جگہ دے اور جماعت میں ان کا علمی اور روحانی ورثہ جاری رکھے۔ حضرت حافظ صاحب کا دماغ بہت روشن اور صاف تھا اور گفتگو نہایت واضح اور مدلّل فرمایا کرتے تھے جو سننے والے کے دل میں بیٹھتی چلی جاتی تھی اور پیرایہ بھی بہت دلکش تھا۔ مناظرہ میں بھی حضرت حافظ صاحب کو یدِطولیٰ حاصل تھا اور جب مخالف مناظر ان کے دلائل سے گھبرا کر پیچھے ہٹتا تھا تو حافظ صاحب کی بمباری دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ گویا حریف کو اس کے گھر تک پہنچا کر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ افسوس ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی طرح حضرت حافظ صاحب صرف سینتالیس (47) برس کی چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے اور دوسری صدمہ کی بات یہ ہے کہ اپنے پیچھے کوئی نرینہ اولاد نہیں چھوڑی مگر کیا ان کے سینکڑوں شاگردانِ رشید ان کی روحانی اولاد نہیں ہیں؟ آخری عمر میں فالج کا حملہ ہوا تھا اور لمبے عرصہ تک صاحب فراش رہے مگر ہمت کا یہ عالم تھا کہ کسی قدر تخفیف ہوئی۔ پھر درس تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا مگر افسوس ہے کہ فالج کے دوسرے حملہ کے بعد دوبارہ نہ اُٹھ سکے۔

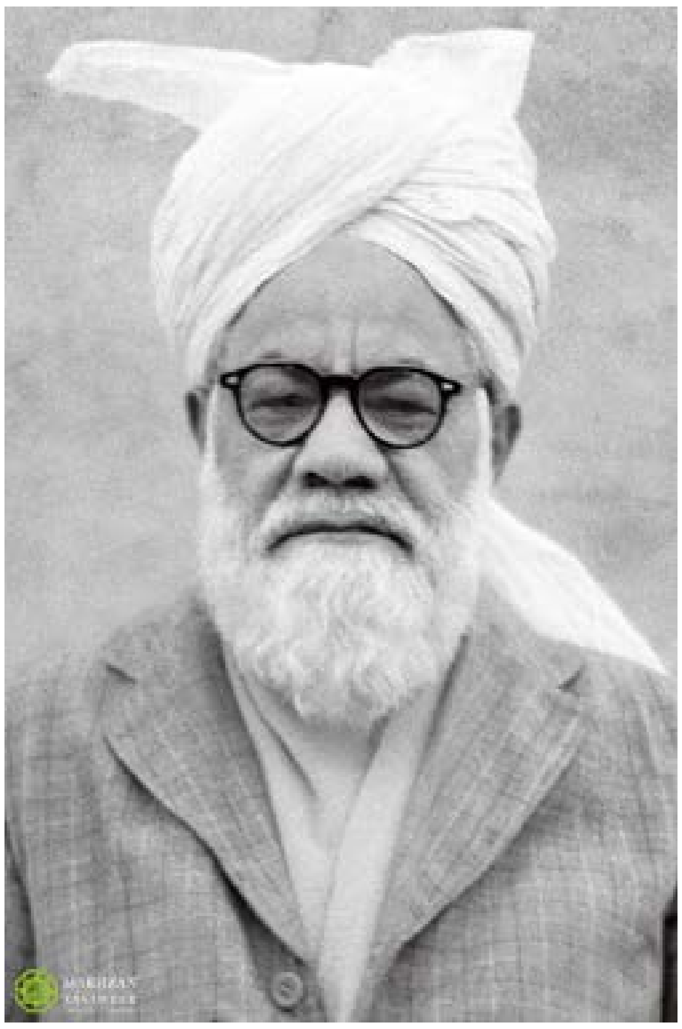

حافظ غضب کا تھا اور قرآن مجید تو خیر حفظ ہی تھا حدیث اور فقہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے اکثر حوالے بھی از بر تھے۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے خصوصی شاگردوں میں انہیں نمبر اوّل پر شمار کیا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ طبیعت میں مزاح بھی تھا اور گفتگو میں بڑی شگفتگی ہوتی تھی۔ حضرت حافظ صاحب اپنے شاگردوں کے صرف استاد ہی نہیں تھے بلکہ مربی اور ہمدرد بھی تھے اور بے تکلفی کے ساتھ ان کے دُکھ سُکھ میں شریک ہوتے تھے۔ اپنے تبلیغی سفروں میں ہمیشہ ایک یا دو یا زیادہ شاگرد اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ یہ حضرت حافظ صاحب کے تعلیمی اور تدریسی پروگرام کا حصہ ہوتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ حضرت حافظ صاحب کو بہت محبت تھی اور حضور بھی حضرت حافظ صاحب کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے چنانچہ 1924ء کے سفر ولایت میں حضور ان کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس عاجز کے ساتھ بھی حضرت حافظ صاحب کو محبت تھی اور مجھے اپنے مستحق شاگردوں کی امداد کے متعلق توجہ دلاتے رہتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ رسالہ الفرقان کے موجودہ ایڈیٹر محترم مولوی ابو العطاء صاحب کے متعلق ان کی طالب علمی کے زمانہ میں فرمایا کہ یہ نوجوان خرچ کے معاملہ میں کچھ غیر محتاط ہے مگر بڑا ہونہار اور قابلِ توجہ اور قابلِ ہمدردی ہے۔ کاش اگر حضرت حافظ صاحب اِس وقت زندہ ہوتے تو محترم مولوی ابو العطاء صاحب اور محترم مولوی جلال الدین صاحب شمس کے علمی کارناموں کو دیکھ کر ان کو کتنی خوشی ہوتی کہ میرے شاگردوں کے ذریعہ میری یاد زندہ ہے۔ ”خدا بخشنے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں“۔ اس عاجز کو جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری زمانہ اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خلافت کا ابتدائی زمانہ جب کہ حضور اپنی صحت اور اپنی تبلیغی اور تربیتی گرمجوشی کے جوبن میں تھے اور ہم لوگوں کی طاقتیں بھی جوان اور خون گرم تھا یاد آتا ہے تو کیا بتاؤں کہ دل پر کیا گزرتی ہے۔ بس یوں سمجھئے کہ

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانے کیا یاد آیا

(محررہ 26اکتوبر 1960ء)

(ماہنامہ الفرقان ربوہ دسمبر 1960ء)

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

گئی، مقدمے بھی چلے لیکن بہر حال آخر تبدیلی لانی پڑی اور مجرم کو سزا بھی ملی۔ جب اس کا فیصلہ ہو گیا تو اس کے فیصلے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ہی فرمایا اور بالکل صحیح فرمایا کہ: ”میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اس سے بالا ہے کہ کسی فرد یا جماعت کا قتل اس کی قیمت قرار دیا جائے۔ میرا آقا دنیا کو زندگی بخشنے آیا تھا نہ کہ ان کی جان نکالنے کے لئے“۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 606-607 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

کاش کہ آج بھی ہر مسلمان یہ بات سمجھ جائے کہ اگر حقیقت میں کوئی فتنہ ہے تو قانون ظاہری فتنے کا علاج کرتا ہے، دل کا نہیں۔ اوّل تو یہی تحقیق نہیں ہوتی کہ فتنہ ہے بھی کہ نہیں؟ مسلمان کے لئے حقیقی خوشی اس وقت ہو گی اور ہونی چاہئے جب دنیا کے دلوں میں آنحضرتؐ کی محبت قائم ہو جائے گی۔ آج احمدیوں کا تو یہ فرض ہے ہی جس کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اگر دوسرے مسلمان بھی سختی کے بجائے عفو اور پیار کا مظاہرہ کریں اور وہ نمونہ دکھائیں جو آنحضرتؐ نے دکھایا تو پھر یہی اسلام کی خدمت ہو گی۔ آپؐ نے دو کٹّر دشمنانِ اسلام جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر مزاحمت کا فیصلہ کیا تھا لیکن پھر بعد میں جب لشکر کو دیکھا اور فتح مکہ کی شوکت دیکھی تو گھبرا گئے۔ اور پھر ایک عورت اُمّ ہانیؓ، جن کے خاوند کے وہ عزیز تھے جب اُن کے گھر وہ پناہ لینے کے لئے آئے تو امّ ہانی نے پناہ دے دی اور پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ انہوں نے دو اشخاص کو پناہ دی ہے۔ لیکن میرا بھائی علی کہتا ہے کہ میں انہیں قتل کر دوں گا وہ مجرم ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے اُمّ ہانی! جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی۔ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام باب من أمر الرسول ﷺ بقتلھم صفحہ 742-743 مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001)

اس پناہ کے بعد انہی دشمنوں کو یہ فکر تھی کہ آنحضرتؐ نے اس طرح شفقت اور رأفت اور پیار کا سلوک کیا ہے کہ ہم کس طرح ان کو منہ دکھائیں گے۔ لیکن جب ایک موقع پر حارث بن ہشام کی مسجد کے قریب آنحضرتؐ سے اتفاقاً ملاقات ہوئی تو اس رحمۃ للعالمین نے نہایت شفقت سے ملاقات فرمائی۔ اور پھر یہ حارث جنگِ یرموک میں اسلام کے دفاع میں جاں نثاری دکھاتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد از محمد بن یوسف شامی۔ ذکر اسلام الحارث بن ہشامؓ ... جلد 5 صفحہ 249 بیروت 1993) (اسد الغابۃ جلد 1 صفحہ 478 الحارث بن ہشام مطبوعہ دارالفکر بیروت 2003ء)

پس ایک عورت کے پناہ دیئے ہوئے کا بھی آنحضرتؐ نے یہ احترام فرمایا کہ جس کے نتیجہ میں وہ اسلام کی آغوش میں آ گیا۔ آج بھی ہمیں اسی اُسوہ کی ضرورت ہے اور اسلام کا حقیقی پیغام دنیا میں پہنچانے کی ضرورت ہے نہ کہ ظاہری قانون بنا کر پھر غلط طریقے سے ان پر عمل کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور سب مسلمانوں کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (خطبہ جمعہ 21/ جنوری 2011ء)

امتیاز احمد راجیکی۔ امریکہ

ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن مسرور ٹیلی پورٹ۔ امریکہ

قسط اول

ضروری نوٹ: جماعت احمدیہ امریکہ نے اپنے صد سالہ اظہار تشکر پر ’’النور‘‘ کا تاریخی نمبر جاری کیا ہے اس میں ایک طویل مضمون مکرم امتیاز احمد کا لکھا ہوا ہے۔ جو اسمعوا صوت السماء کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کے چار حصے ہیں۔ حصہ اول میں قرآن و احادیث کا اکابرین کی آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں اور خلافت رابعہ سے قبل یہ پیشگوئیاں کیسے پوری ہوئیں پر مشتمل ہے۔ حصہ دوم میں خلافت رابعہ کے دور میں ایم ٹی اے کا قیام، اِس کی برکات و فضائل کا ذکر ہے۔ حصہ سوئم میں ارتھ اسٹیشن مسرور ٹیلی پورٹ کا تفصیلی تعارف ہے۔ جبکہ حصہ چہارم الاسلام. آرگ پر مشتمل ہے۔ حصہ اول دوم کے حوالہ سے میٹریل اس کی برکات فضائل کا ذکر تو ہمارے لٹریچر میں اکثر شائع ہوتا رہتا ہے جبکہ ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن مسرور ٹیلی پورٹ کا تفصیلی تعارف منظر عام پر آرہا ہے۔ یہ دراصل مکرم چوہدری منیر احمد ڈائریکٹر ایم ٹی اے انٹرنیشنل مسرور ٹیلی پورٹ امریکہ کا انٹرویو ہے جو قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے لئے ’’النور‘‘ کے شکریہ کے ساتھ پیش ہے۔

ڈائریکٹر ایم ٹی اے انٹرنیشنل، مسرور ٹیلی پورٹ, سلور سپرنگ میری لینڈ۔ امریکہ

یہ عجیب تصرفِ الٰہی ہے کہ کبھی اس کے فضلوں کا ایک لحہ صدیوں پر محیط ہو جاتا ہے اور کبھی صدیوں کے انعامات ایک لمحے میں سمٹ جاتے ہیں۔ ’’مسلم ٹیلیویژن احمدیہ‘‘ (MTA) کی ربع صدی گویا پلک جھپکتے گزر گئی مگر درحقیقت اس کا لحہ لحہ تائیداتِ ایزدی اور انعاماتِ خداوندی کی ایسی حسین اور طویل داستان چھوڑ گیا جس کے اظہار و بیان کی تاب کسی قلم و کتاب میں نہیں۔ خیر، کچھ ذکرِ یار سمندر پار بھی ہو جائے۔

سات سمندر پار ہواؤں کے دوش پر

اس سلسلے میں سب سے پہلے جو نام ابھرتا ہے وہ ایک خوش پوش، خوش شکل اور خوش مزاج عاجز سے حلیم اور متین طبیعت کے خادمِ سلسلہ کا نام ہے جنہوں نے اپنی زندگی خدا تعالیٰ کی خاطر خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کر دی، اس تمنا و تصور سے بے نیاز ہو کر کہ وہ کس خدمت کے قابل سمجھے جائیں گے۔ کس بھٹی میں ڈال کر کندن بنائے جائیں گے۔ اور خدائے قدوس و قدیر نے بھی ان کے عجز اور خلوص کو اس طرح قبول فرمایا کہ تاریخِ احمدیت کے ایک عظیم سنگِ میل منصوبے ’’مسلم ٹیلیویژن احمدیہ‘‘ (MTA) کی تشکیل و تکمیل میں خلیفۂ وقت کے دست و بازو بننے کا اعزاز بخشا اور ربع صدی سے زائد عرصہ سے امریکہ اور کینیڈا میں اس کے انچارج اور ڈائریکٹر کی حیثیت سے خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

مبلغین کی صف میں مکرم چوہدری منیر احمد صاحب اس خوش نصیبی کے وارث بنے کہ حضرت میر داؤد احمد صاحب مرحوم کے ہونہار شاگردوں میں ان کا بھی نام تھا اور سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور ہی میں آپ کی تقرری امریکہ میں ہو گئی۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۱ ء کو واشنگٹن ڈی سی پہنچے تو مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب امیر و مبلغ انچارج امریکہ نے حضورؒ کی منظوری سے سینٹ لوئیس (St.Louis) مسوری سٹیٹ میں بھجوا دیا۔ وہاں ڈیڑھ سال کی خدمات کے بعد آپ کی تقرری واشنگٹن ڈی۔سی میں ہو گئی جہاں آپ کو ایک سال خدمتِ دین کا موقع ملا۔ ازاں بعد آپ کا تبادلہ ملک کے مغربی ساحل (West Coast) پر لاس اینجلس (Los Angles) میں ہو گیا جہاں آپ کا قیام ۱۹۸۴ سے ۱۹۹۰ ء تک رہا۔ اس دوران میں چوہدری منیر صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اس بابرکت تحریک کا عملاً حصہ بنے جب آپؒ نے امریکہ میں پانچ مرکزی مساجد کی تحریک فرمائی۔ آپ کے دورِ قیام میں لاس اینجلس مسجد کی تعمیر اس تحریک کا پہلا ثمر تھا۔ ۱۹۹۰ ء کے آخر میں آپ کی تقرری کینیڈا کے دار الحکومت آٹوا (Ottawa) میں ہو گئی۔ سیّدنا حضرت اقدسؒ کا ارشاد تھا کہ وہاں ایک خوبصورت مسجد اور مرکز بنایا جائے۔ حضورؒ کے کینیڈا حکومت کے مختلف اراکین پارلیمنٹ کے ساتھ گہرے دوستانہ روابط تھے اور آپؒ نے اس بارے میں ان سے وعدہ فرمایا ہوا تھا۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں چوہدری منیر صاحب کو پارلیمنٹ ہل (Parliament Hill) کے قریب ہی بیس پچیس منٹ کے فاصلے پر جماعت کے لیے سو ایکڑ زمین خریدنے کا موقع مل گیا۔ یہ پراپرٹی بعض اضافوں کے بعد اب 125 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہو چکی ہے۔ فالحمد للّٰہ۔

’’میری نگاہ تو بہت بلند ہے‘‘

آٹوا میں ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۴ء تک کے قیام میں آپ کو ایک مضبوط مرکز قائم کرنے کا موقع مل گیا۔ اس دوران میں مختلف آرا اور تجاویز کے پیشِ نظر یہ کوششیں شروع ہو گئیں کہ کسی طرح جماعت کا پیغام ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا جائے۔ ۱۹۹۲ ء کے اوائل میں ایک تجویز آئی کہ کینیڈا میں ایک ریڈیو اسٹیشن فروخت ہو رہا ہے جو ایک مخصوص (Fixed/Selected) فریکوئنسی پر ہے جس کی رسائی عام لوگوں تک نہیں۔ وہ اسے نہیں سن سکیں گے۔ یہ ہمارے کام آ سکتا تھا، مگر اس کے لیے ہمیں خاص قسم کے ریڈیو سیٹ خریدنے کی ضرورت تھی۔ اس ذریعے سے کم از کم خلیفۃ المسیح کا پیغام احباب جماعت تک پہنچایا جا سکتا تھا۔ جب یہ تجویز حضورؒ کی خدمت میں بھجوائی گئی تو آپؒ نے فرمایا:

’’یہ تو بہت چھوٹی سی چیز ہے جس پر آپ لوگ راضی ہو رہے ہیں۔ میری نگاہ تو بہت بلند ہے۔ اس لیے اس کی ضرورت نہیں ہے۔‘‘

چنانچہ اس تجویز کو رد کر دیا گیا۔

سن ۱۹۹۲ میں سیّدنا حضرت امیر المؤمنین کا پیغام موصول ہؤا کہ روسی مواصلاتی سیّارے (Russian Satellite) کے ذریعے حضورؒ کا خطبہ جمعہ مع تصویر براہِ راست نشر ہؤا کرے گا، اس کے لیے انتظامات کیے جائیں۔ اس سے چھ ماہ قبل ٹیلیفون کے ذریعے یہ خطبات براہِ راست سنے جا رہے تھے۔ جب نئے انتظامات کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو پتا چلا کہ ایکسپریس ون یا ایکسپریس ٹو (Express1 or Express 2) نامی رشین سیٹلائٹ سی بینڈ (C" Band") پر سگنل دیتی ہے اور امریکہ اور کینیڈا میں اس کی نشریات دیکھنے کے لیے دس سے بارہ فٹ کی بہت بڑی جالی دار ڈش (Dish) کی ضرورت ہو گی۔

ان امور پر تحقیق کرنے اور معلومات حاصل کرنے کے لیے مکرم نسیم مہدی صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ’پیس ویلیج‘ کے چوہدری نصیر احمد صاحب کی ان معلومات کے حصول کے لیے ڈیوٹی لگائی کہ مطلوبہ ’’C-Band‘‘ سیٹلائٹ کے واسطے مناسب نرخوں پر ڈشوں کی فراہمی کا بندوبست کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ اُس زمانے میں سیٹلائٹ سسٹم اتنا عام نہیں تھا اور جو اکا دکا کمپنیاں اس کاروبار میں ملوث تھیں وہ محدود سٹاک کی بنا پر گراں قیمتوں کا مطالبہ کرتی تھیں، اور ایک عام احمدی کے لیے ان کا حصول خاصا دشوار گزار تھا۔ چنانچہ چوہدری نصیر احمد صاحب نے اپنے مسجد ’بیت الاسلام‘ کی تعمیر کے رابطوں سے

فائدہ اٹھا کر معلومات حاصل کیں کہ ملٹن اونٹاریو (Milton, Ont) میں ایک پنکھا ساز کمپنی ’ٹی کام کینیڈا‘ (Tecom Canada) چند دیگر کمپنیوں کے اشتراک سے ’الفا سٹار‘ اور ’ایکسپریس ویو‘ نامی ایک نیا سیٹلائٹ چینل شروع کرنے والی ہے۔ اور اس پنکھا ساز فیکٹری کی تیار کردہ ڈشیں بلا شرکتِ غیرے صرف اسی چینل کے لیے استعمال ہوں گی۔ کسی اور کو فروخت نہیں کی جائیں گی تا کہ ان کے مقابل پر کوئی اور چینل میدان میں نہ آنے پائے۔ چوہدری نصیر احمد صاحب نے کمپنی کے مالک کو اعتماد میں لے کر قائل کر لیا کہ ان کے بالمقابل کوئی نیا کمرشل چینل نہیں بنایا جا رہا بلکہ صرف اپنی جماعت کے افراد کے لیے مذہبی پروگرام پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ بایں ہمہ ٹی کام کینیڈا والے راضی ہو گئے اور میری لینڈ (امریکہ) میں 1994ء میں ارتھ اسٹیشن کی تنصیب تک جماعت کو سیٹلائٹ ڈشیں مہیا کرتے رہے۔ بعد ازاں یہی کمپنی لمبا عرصہ تک KU-Band کے ڈیجیٹل ریسیور کے لیے تین فٹ قطر کی ڈشیں امریکہ اور کینیڈا میں سپلائی کرتی رہی۔ کچھ عرصہ اس ڈش پر ہمارا سگنل نیویارک سے ربطِ بالائی (اپ لنک Uplink) کے ذریعے آئی-ڈی-بی کمپنی (I.D.B) کی وساطت سے ہر جمعہ کے روز شمالی امریکہ (North America) کی سیٹلائٹ ڈش پر نشر و ترسیل (Transmit) کرنے لگا۔ یہ نظام تھوڑی مدت ہی چلا تھا کہ اس کمپنی نے شرحِ معاوضہ (Rates) اس قدر بڑھا دیا کہ ایک گھنٹے کے ہزار ہا ڈالر ہمیں ادا کرنے پڑتے۔ امام وقتؒ کی ان تمام امور پر بڑی گہری نظر تھی۔ آپؒ جانتے تھے کہ اگر ہم مزید پروگراموں کے لیے وقت بڑھانا چاہیں تو یہ اخراجات ناقابلِ برداشت ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضورؒ نے فرمایا کہ کینیڈا میں اپنا ارضی مستقر (Earth Station) قائم کیا جائے۔ جس میں بحر اوقیانوس کے پار (Trans-Atlantic) زمینی سیٹلائٹ کے ذریعے سگنل لیں اور اس کو اپنے ارضی مستقر (Earth Station) کے توسط ٹیلی کاسٹ (Telecast) کریں۔

کینیڈا میں ”ارضی مستقر“ (Earth Station)

سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے اس پر کام کرنا شروع کر دیا مگر اس میدان میں کلیۃً ناتجربہ کاری کی بنا پر ارضی مستقر (Earth Station) کے بارے میں جو معلومات درکار تھیں ان کا حصول ایک دشوار گزار مرحلہ تھا۔ آلات کی خریداری، تنصیب اور نگہداشت ان اناڑی احباب کے لیے جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ مگر آقاؒ کے حکم پر جب ایک کام کا بیڑا اٹھا لیا گیا تو پھر خدا تعالیٰ کی درگاہ سے غائبانہ تائید و نصرت کے سامان بھی پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ اس سلسلے میں جب معلومات حاصل کی گئیں تو پتا چلا کہ کینیڈا میں صرف دو کمپنیاں اس صنعت کو چلانے پر مامور ہیں اور حکومتِ وقت کی جانب سے صرف انہی کو یہ استحقاق اور اختیار حاصل ہے کہ متعلقہ سروس مہیا کریں۔ ان میں ”ٹیلی گلوب کینیڈا“ (Teleglobe Canada) کمپنی برِّ اعظم امریکہ میں آنے والے نشریاتی رابطوں کی نگران تھی اور تمام سگنلز کی فراہمی اسی کی صوابدید پر تھی۔ اس کے بالمقابل ”ٹیلی سیٹ کینیڈا“ (Telesat Canada) اس بات پر مامور تھی کہ ان موصول شدہ سگنلز کو اپنی گاہک کمپنیوں کو ان کی ضروریات کے مطابق فراہم کرے۔ چنانچہ اسی تقسیم کار کے مطابق ”ٹیلی سیٹ کینیڈا“ (Telesat Canada) سے رجوع کر کے ایک خاکہ تیار کیا گیا اور ارضی مستقر (Earth Station) کی تنصیب، ربطِ بالائی (اپ لنک Uplink) اور ربطِ نشیبی (ڈاؤن لنک Downlink)، عملِ تصویر کشی (Video Processing) اور عملِ تغیر و تبدل (Conversion) کی تفصیلات طے کی گئیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ یورپ سے پال (Pal) سسٹم میں آنے والے سگنلز کو نارتھ امریکہ کی ضروریات کے مطابق این-ٹی-ایس-سی (N.T.S.C) میں تبدیل کیا جا سکے۔ اور اس بات کو پیشِ نظر رکھا جائے کہ نشریات کا دورانیہ ایک کی بجائے تین گھنٹے روزانہ ہو سکے۔ ناقابلِ برداشت حد تک ریٹ بڑھا کر ایم-ٹی-اے کی نشریات کو سبوتاژ کرنے کی ممکنہ تخریبی کارروائیوں کے پیشِ نظر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے سختی سے ہدایت فرمائی ہوئی تھی کہ اس منصوبے کو انتہائی خفیہ رکھا جائے۔ یہاں تک کہ کینیڈا کی طرح امریکہ کی ایک ٹیم کو بھی انہی لائنوں پر کام کرنے کی ہدایت تھی مگر دونوں ٹیمیں اس امر سے قطعی طور پر لاعلم تھیں۔ کچھ عرصہ بعد حضورؒ کی طرف سے ارشاد موصول ہوا کہ اب اس پراجیکٹ پر صرف کینیڈا میں کام ہو گا۔ چنانچہ جب بات مزید آگے بڑھی تو ”ٹیلی سیٹ“ والوں نے اس معاہدے کی پیشکش کی کہ وہ ”ارتھ اسٹیشن“ کی اجازت دیں گے۔ اس کی تنصیب، عمل درآمد اور چلانے کا کام ہم خود کریں گے۔ ربطِ بالائی (اپ لنک Uplink) اور ربطِ نشیبی (ڈاؤن لنک Downlink) بھی ہماری ذمہ داری ہو گی اور ہم انہیں ہر ماہ حقِّ ملکیت کا معاوضہ (رائلٹی Royalty) ادا کریں گے۔ یہ بات کچھ زیادہ موزوں اور قابلِ عمل دکھائی نہیں دیتی تھی تاہم حضورؒ نے فرمایا کہ فی الحال اسی پر اکتفا کر لیا جائے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ جو بھی بہتر صورت پیدا فرمائے اس کو اختیار کر لیا جائے گا۔ جب مکرم چوہدری منیر صاحب نے ان کے ساتھ معاہدے پر دستخط کرنے کے لیے آخری میٹنگ طے کر لی تو اسی رات ”ٹیلی سیٹ“ والوں کا فون آیا کہ ہمیں افسوس ہے کہ ہم آپ کے ساتھ یہ معاہدہ نہیں کر سکتے۔ یہ ایک بہت بڑا دھچکا تھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا:

”مجھے خدشہ تھا کہ کوئی خفیہ ہاتھ ہیں جو ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں اور اس منصوبے میں روک ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن آپ کو فکرمند نہیں ہونا چاہیے۔ اسی میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بہتری کے سامان رکھے ہیں۔ اب آپ ”ٹیلی سیٹ کینیڈا“ (Telesat Canada) سے الگ ہو کر ”ارتھ اسٹیشن“ لگانے کا اپنا کام جاری رکھیں۔ اور کوئی حرج نہیں اگر بارڈر کے اُس پار امریکہ میں یہ کام کر لیا جائے۔ آپ کینیڈا سے والنٹیئرز بھجوا کر ارتھ اسٹیشن کو چلاتے رہیں۔“

”ارتھ اسٹیشن“ امریکہ لے جانے کی ہدایات

1994ء کے اوائل میں سیّدنا حضرت امیر المومنینؒ کی ہدایت پر اس منصوبے کو امریکہ لے جانے کے انتظامات شروع ہو گئے۔ جون کے مہینے تک تمام ڈیزائن تیار کر لیا گیا۔ اور مجوزہ ”ارتھ اسٹیشن“ کے اخراجات اور لاگت کے لیے نرخ اور بھاؤ (کوٹیشن Quotation) کی وصولی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ قیاس اغلب یہی تھا کہ یہ سب کچھ کینیڈا میں بیٹھ کر کیا جا سکتا ہے۔ بس بارڈر کے پاس ہی کوئی جگہ لے کر ”ارتھ اسٹیشن“ لگا لیا جائے گا۔ حضورؒ کا ارشاد موصول ہوا:

”منیر کو کہیں ابھی یہ سارا منصوبہ لے کر امریکہ چلا جائے اور وہاں چار پانچ ایکڑ جگہ خرید کر اس منصوبے پر عمل درآمد شروع کر دے اور اس کی مدد کے لیے کینیڈا سے رضا کار (Volunteers) بھیجے رہیں۔ امید ہے امریکہ میں اس کی اجازت مل جائے گی۔“

مکرم چوہدری منیر احمد صاحب جو اُس وقت آٹوا میں مقیم مربّی سلسلہ تھے، بتاتے ہیں:

”دن کے گیارہ بجے مجھے امیر صاحب کینیڈا مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب کا پیغام ملا تو میں نے اسی وقت تیاری شروع کر دی اور ایک خادم کو بھی ساتھ لینے کی اجازت چاہی۔ اسی دن چار بجے کے قریب نائب امیر مکرم خلیفہ عبدالعزیز صاحب کا فون آیا کہ حضورؒ نے خود فون کر کے دریافت فرمایا ہے کہ کیا منیر امریکہ چلا گیا ہے؟ عرض کیا کہ تیاری کر رہا ہوں، صبح نکلنے کا پروگرام ہے۔ خلیفہ صاحب نے کہا کہ حضورؒ کا ارشاد ہے آج ہی جائیں۔ چنانچہ میں نے اسی وقت سارا سامان اور منصوبے کے کاغذات وین میں ڈالے اور ایک نوجوان عزیزم مکرم فرحان بشارت صاحب کو فون کیا:

’حضور کے ارشاد پر ہمیں امریکہ جانا ہے۔ کیا آپ ساتھ دے سکتے ہیں؟ اس کام میں ایک ہفتہ، پندرہ دن یا ایک مہینہ بھی لگ سکتا ہے۔‘

اطاعتِ امام اور خدمتِ دین کے لیے قربانی

”یہ نوجوان مانٹریال کے صدر جماعت مکرم پروفیسر بشارت احمد صاحب کے صاحبزادے اور ایک بہت دیندار خاندان کے مخلص خادم ہیں۔ اُن دنوں آٹوا یونیورسٹی کے طالب علم تھے۔ مکرم فرحان بشارت صاحب نے ابتداً ہچکچاہٹ اور معذوری کا اظہار کیا اور کہا کہ

ان کے یونیورسٹی کے فائنل امتحان ہونے والے ہیں، اس لیے مشکل دکھائی دیتا ہے۔

"میں ابھی کسی اور پروگرام پر سوچ ہی رہا تھا کہ تھوڑی دیر میں فرحان صاحب کا فون آیا کہ انہوں نے اپنے والدین سے بات کی ہے جنہوں نے کہا ہے کہ 'بیٹا! جس کام کا خلیفۃ المسیح نے ارشاد فرمایا ہے وہ کوئی بہت ہی اہم کام ہے۔ تم اپنے پروفیسر سے بات کر کے امتحان بعد میں دے دینا۔' چنانچہ وہ اپنے پروفیسر کو ساری صورتِ حال بتا کر ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔

اسی دوران میں مکرم نسیم مہدی صاحب کا فون آیا کہ آپ کب جا رہے ہیں۔ عرض کیا کہ بس نکلنے والا ہوں۔ کہنے لگے کہ آج کل نئے سیلولر فون مارکیٹ میں آ گئے ہیں۔ کسی الیکٹرانک سٹور پر رک کر ایک فون خرید لیں تا کہ رابطہ میں آسانی ہو۔

ہم سیل فون خرید کر امریکی بارڈر کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک فرحان صاحب کہنے لگے کہ 'اوہو! میرے پاس تو پاسپورٹ ہی نہیں۔ میں سمجھا تھا کہ وہ میرے بیگ میں ہو گا لیکن وہ تو مانٹریال گھر میں رہ گیا ہے۔'

چنانچہ ہم بارڈر کی بجائے ان کے گھر مانٹریال کی طرف چل پڑے جہاں ان کے والدین نے ہمارے لیے کھانا تیار کر رکھا تھا۔ فرحان صاحب نے وہاں سے پاسپورٹ لیا اور ہم بڑی تیزی کے ساتھ مانٹریال بارڈر کراس کر کے مغرب سے تھوڑی دیر پہلے امریکہ پہنچ گئے۔ فالحمد للہ۔ اس طرح باوجود بعض مشکلات پیش آنے کے حضورؒ کے حکم کی تعمیل ہو گئی کہ اسی روز امریکہ پہنچا جائے۔"

یہ دونوں مجاہدین تعمیل ارشاد میں امریکہ پہنچ تو گئے لیکن انہیں کچھ اندازہ نہیں تھا کہ کدھر جانا ہے؟ اور کیا کرنا ہے؟ سارا علاقہ نیا تھا اور کوئی جان پہچان اور معلومات کے حصول کا ذریعہ دستیاب نہ تھا۔ رات ایک موٹل میں ٹھہر گئے۔ اُن دنوں آج کی طرح انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہیں تھی لہٰذا ٹیلیفون ڈائریکٹری سے املاک کی خرید وفروخت (Real Estate) کے ایجنٹ تلاش کرنے شروع کر دیے کہ کوئی ایسی جگہ خریدی جائے جہاں "ارتھ اسٹیشن" کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ سکے۔ انہیں کوئی علم نہیں تھا کہ اس سلسلے میں کن کن قانونی مراحل میں سے گزرنا پڑے گا۔ فی الحال یہی ایک امر سامنے تھا کہ کوئی موزوں جگہ مل جائے۔ رات اسی تگ و دو میں صرف ہوئی۔ صبح اٹھے تو حضورؒ کا پیغام ملا کہ نیویارک جا کر معلومات حاصل کریں کہ عارضی اقدامات کے تحت کوئی کمپنی ہمارا ہفتہ وار ایک گھنٹے کا خطبہ جمعہ ٹیلی کاسٹ کرنے کی حامی بھر لے۔ کیونکہ آئی-ڈی-بی (I.D.B) نے نرخ بہت بڑھا دیے تھے۔ "ارتھ اسٹیشن" کے مکمل ہونے میں ابھی وقت درکار تھا اس لیے کوئی دوسرا عبوری انتظام ناگزیر ہو گیا تھا۔

"ارتھ اسٹیشن" کا رخ واشنگٹن ڈی سی کی سمت

یہ دونوں دوست فوری طور نیویارک کے لیے عازمِ سفر ہوئے اور دورانِ سفر میں سیل فون کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مختلف کمپنیوں کو فون کرتے رہے۔ ایک کمپنی "واٹر فرنٹ کمیونیکیشن" (Waterfront Communication) سے رابطہ قائم ہو گیا اور اسی سہ پہر اس کے وائس پریذیڈنٹ سے ملاقات طے پا گئی۔ جونہی یہ لوگ ملاقات کے لیے کولمبیا سکوائر پہنچے تو انہیں مکرم نسیم مہدی صاحب کا فون موصول ہوا کہ حضورؒ کا ارشاد آیا ہے کہ پہلے جو کینیڈا کے بارڈر پر "ارتھ اسٹیشن" لگانے کا خیال تھا اسے ترک کر دیں اور واشنگٹن ڈی سی جا کر جس جگہ "مسجد بیت الرحمٰن" کی تعمیر ہو رہی ہے اس کے احاطے میں اس منصوبے پر عمل درآمد کریں۔ کیونکہ خلیفۃ المسیح کا منشا یہی ہے کہ جب اس سال اکتوبر میں مسجد کا افتتاح ہو تو "ارتھ اسٹیشن" بھی اپنا کام شروع کر دے۔ اس استفسار پر کہ آج کی میٹنگ کے متعلق کیا حکم ہے تو ارشاد ہوا کہ اسے ضرور دیکھ لیں۔ وقتی طور پر عبوری انتظامات کے لیے اس کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ چنانچہ اس میٹنگ میں "کوٹیشن" بھجوانے کا وعدہ لے کر فون پر حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کو واشنگٹن ڈی سی آنے کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا:

"مجھے حضورؒ کا ارشاد مل چکا ہے۔ آپ واشنگٹن آ کر رات مسجد فضل میں آرام کریں اور صبح دس بجے میری رہائش گاہ پر آ کر مل لیں۔"

اس ملاقات سے پہلے مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے کافی حد تک "ہوم ورک" اور تیاری مکمل کر چھوڑی تھی۔ بہت ابتدا میں جب انہیں اس مشن کی باگ ڈور سونپی گئی تو انہوں نے آٹوا میں بیٹھے بیٹھے امریکہ کی مختلف کمپنیوں سے رابطہ قائم کیا اور "ارتھ اسٹیشن" کے ڈیزائن، ڈرائنگ اور نرخ کے لیے آٹوا کے صدر جماعت مکرم اشرف سیال صاحب کے ساتھ مل کر دو اڑھائی سو کے قریب کمپنیوں کو خطوط بھجوائے۔ ان کے واشنگٹن ڈی سی پہنچنے تک پانچ کمپنیوں نے تفصیلی طور پر جواب دیا۔ ان میں سے "اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز" (Applied Telecommunications) نامی فورٹ ورتھ (ٹیکساس) کی ایک کمپنی تھی۔ ابتداً یہی خیال تھا کہ یہ "ارتھ اسٹیشن" کینیڈا کے بارڈر کے پاس لگایا جائے گا۔ بعد ازاں جب انہیں بتایا گیا کہ اب ہمارا ارادہ واشنگٹن ڈی-سی کے نواح میں اپنی مسجد کے احاطے میں ارتھ اسٹیشن لگانے کا ہے تو انہوں نے وہاں آ کر جائزہ لینے اور اپنی پیشکش دینے کا وعدہ کر لیا۔

مورخہ 7/جون 1994ء کی رات کو یہ دو افراد کا مختصر قافلہ مسجد فضل واشنگٹن ڈی سی میں مکرم مولانا ظفر سرور صاحب مبلغ سلسلہ کے ہاں قیام پذیر ہوا اور اگلے روز محترم امیر صاحب کی ملاقات سے پہلے علی الصبح انہوں نے دو بہت اہم کام کیے۔ ایک تو امریکہ میں ریگولیٹری اتھارٹی (FCC) جس نے "ارتھ اسٹیشن" لگانے کی اجازت دینی تھی، کے دفتر جا کر معلومات حاصل کیں کہ ہم ایک غیر منافع بخش مذہبی ادارہ Nonprofit (Religious Organization) ہیں اور اپنی سلور سپرنگ (میری لینڈ) مسجد میں "ارتھ اسٹیشن" لگا کر اپنے پروگراموں کی ٹرانسمیشن کرنا چاہتے ہیں۔ کاؤنٹر پر موجود افسر نے یہ بات بڑی توجہ اور ہمدردی سے سنی اور کہا کہ کوئی بھی لگا سکتا ہے، ہمارے درخواست فارم کو فیس کے ساتھ جمع کروا دیں۔ ہم ساٹھ دن کے اندر اندر اس پر فیصلہ کر دیں گے۔ جب ان سے کہا گیا کہ آپ زبانی تو بتا رہے ہیں ہمیں کوئی تحریری ثبوت یا ضمانت بھی چاہیے تو انہوں نے اپنے بزنس کارڈ کی پشت پر دستخط کر کے تاریخ ڈال دی کہ جب آپ لوگ آئیں گے تو یہی بات ہو گی۔

یہاں سے مکرم ظفر احمد سرور صاحب مربّی سلسلہ سمیت یہ تینوں حضرات مسجد سے متعلقہ کاؤنٹی (منٹگمری کاؤنٹی) کے زوننگ آفس میں گئے۔ وہاں جس افسر سے بات ہوئی اسے احمدیہ مسجد کی تعمیر کا علم تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا مسجد کے احاطے میں "اپ لنک" "ارتھ اسٹیشن" لگایا جا سکتا ہے تو اس نے بتایا کہ "ارتھ اسٹیشن" کی اجازت اور لائسنس تو ایف-سی-سی (FCC) والوں کا کام ہے۔ جہاں تک زوننگ کا تعلق ہے کسی بھی مذہبی ادارے کو اپنے احاطے میں "ارتھ اسٹیشن" لگانے کی اجازت ہے۔ جب اسے ایف-سی-سی (FCC) افسر کا اجازت دینے والا کارڈ دکھایا گیا تو اس نے بھی اپنے بزنس کارڈ پر دستخط کر کے دے دیئے کہ بوقتِ ضرورت اس سے رابطہ قائم کر لیا جائے۔

مبلغ "ٹیکنوکریٹ" (Technocrat) بن گئے

ان سارے مراحل کے مکمل ہونے پر مکرم چوہدری منیر احمد صاحب مع اپنے ساتھیوں کے طے شدہ وقت کے مطابق پوٹامک (Potamac) میں حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی کوٹھی پر پہنچ گئے تو آپ نے ازراہِ شفقت و تفنّن مکرم چوہدری صاحب سے فرمایا:

"آپ کو ہم نے مبلغ کے طور پر بھجوایا تھا۔ یہ سب کچھ کہاں سے سیکھ لیا ہے؟" عرض کیا: "یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورؒ کی شفقت اور دعائیں ہیں۔ ورنہ مجھ میں تو کوئی اہلیت نہیں تھی۔" اس پر حضرت میاں صاحب مرحوم فرمانے لگے:

"چند ماہ قبل جب حضورؒ کا ارشاد آیا تھا تو امریکہ کے صاحبِ علم اور صاحب رائے افراد کی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس نے یہی رپورٹ دی تھی کہ یہ "ارتھ اسٹیشن" لگانا بہت مشکل کام ہے اس کے لیے علمی و عملی استعداد اور تجربے کی ضرورت ہے (Know-How) جس کا ہمارے پاس فقدان ہے۔ ہمیں اس کے لیے باہر سے ماہرین اور مشیر اُجرت پر رکھنے پڑیں گے۔ اس کے بعد کافی عرصہ تک کوئی خبر نہیں ملی۔ اب جب پرائیویٹ سیکریٹری صاحب سے آپ کی آمد کی اطلاع ملی ہے تو میں نے کمیٹی کے ممبرز کو کہہ دیا ہے کہ آج شام کو آپ سے مل کر بات کر لیں کہ آپ کس طرح "ارتھ اسٹیشن" لگانا چاہتے ہیں۔"

بعد ازاں حضرت میاں صاحب کے استفسار پر کہ وہ منصوبہ ہے کیا؟ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے ڈائننگ روم کی میز پر اس ڈیزائن کی تمام ڈرائنگ کے کاغذات پھیلا دیئے۔ محترم امیر صاحب نے کھڑے ہو کر سارے ڈاکومنٹس دیکھے اور فرمایا:

"آپ لوگوں نے تو بہت سارا کام کیا ہوا ہے۔ شاید کمیٹی والوں کو

استاعلم نہ ہو۔ تاہم آپ ان سے مل لیں۔ اور پراپرٹی کا سروے کر لیں۔ جو بھی مناسب جگہ چنیں وہ آپ کو مہیا کر دی جائے گی۔ بہرحال رابطہ اور نگرانی آپ کو ہی کرنی ہوگی۔“

......اس مرحلے کی کامیابی کے بعد اگلے روز ”مسجد بیت الرحمٰن“ کی جگہ کے معائنہ کے ساتھ ساتھ ٹیکساس کی کمپنی ”اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشن“ (Applied Telecommunication) سے رابطہ قائم کیا گیا کہ ایف۔سی۔سی (FCC) کی اجازت اور زوننگ کے مراحل اصولی طور پر طے ہوگئے ہیں اس لیے وہ یہاں آکر سروے کے بعد اپنی پیشکش دے سکتے ہیں۔ کمپنی کا پریذیڈنٹ باب ابی (Bob Eby) اگلے ہی روز بذریعہ ہوائی جہاز واشنگٹن ڈی سی پہنچ کر دوپہر کے وقت سیدھا مسجد کی جگہ پر آ گیا۔ محترم امیر صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ مسجد کے احاطے میں جو سو سالہ پرانا مکان ہے اس کا بھی جائزہ لے لیں۔ اس طرح براہِ راست برِگز چے نی روڈ (Briggs Chaney Road) سے اس اسٹیشن میں داخلے کی بھی بہتر صورت نکل آئے گی۔ اور فرمایا کہ یہ مکان ہم دوسرے مبلغ کے لیے تیار کرنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اگر حضرت صاحب کے مقاصد کے لیے استعمال ہو سکے تو بہت بہتر ہے۔ اس طرح حضرت میاں صاحب مرحوم نے پراجیکٹ کے ہر مرحلہ پر مدد اور رہنمائی فرما کر نہایت شفقت اور مہربانی کا سلوک فرمایا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ فالحمد للہ۔

احاطہ مسجد ”بیت الرحمٰن“ میں سروے

باب ابی (Bob Eby) کی آمد پر سارے احاطے کا مختلف زاویوں سے جائزہ لے کر سروے کیا گیا۔ مسجد کا سارا احاطہ اگرچہ کافی کھلا تھا مگر جگہ کی بلندی اور ایک کونے میں ہونے کی وجہ سے یہی مکان سب سے زیادہ موزوں دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ یہی فیصلہ ہوا کہ اسی جگہ ”ارتھ اسٹیشن“ لگایا جائے، اس منصوبے کے مطابق کہ ساز و سامان اور مشینری مکان کے اندر ہو اور دونوں ربطِ بالائی (اپ لنک Uplink) اور ربطِ نشیبی (ڈاؤن لنک Downlink) ڈشیں باہر نصب کی جائیں۔ لندن سے سگنل لینے کی خاطر ”اپ لنک“ کے لیے ۷.۲ میٹر ڈش درکار تھی۔ اس وقت ہر قسم کی ٹرانسمیشن تغیر پذیر (Analog) سسٹم میں تھی۔ ابھی اصبعی/عددی (Digital) نظام بہت عام نہیں تھا۔ سگنل وصول کرنے کے لیے اس وقت جو سگنل مہیا تھا وہ بمشکل واشنگٹن ڈی سی کوسٹ کو چھوتا (Touch) تھا۔ اس کے لیے ایک علیحدہ 7.1 میٹر کی جالی دار ڈش لگانے کی ضرورت تھی۔ اس ابتدائی منصوبہ بندی کے دوران ہی میں یہ صورتحال سامنے آئی کہ اگر ”سی بینڈ“ (C Band) کی بجائے ”کے یو بینڈ“ (Ku Band) ہو تو لوگوں کو ایم ٹی اے (MTA) کا سگنل وصول کرنے میں آسانی ہوگی، اور بہت بڑے بڑے ڈش نہیں لگانے پڑیں گے۔ ابتداً چونکہ عارضی انتظام ”سی بینڈ“ (C Band) پر تھا اور بہت سارے احباب جماعت دس سے بارہ فٹ کے بڑے بڑے ڈش انٹینا لگوا چکے تھے اس لیے جب نئے ”ارتھ اسٹیشن“ کی تنصیب کے ساتھ نیا بینڈ بدلا گیا تو اس کے لیے چھوٹے ڈش انٹینا درکار تھے۔ حضور انورؒ کو جب یہ صورتحال بتائی گئی تو آپ نے فرمایا:

”میری بھی یہی رائے ہے کہ ”C“ کی بجائے ”Ku“ بینڈ استعمال کریں تا کہ لوگوں کو چھوٹے ڈش انٹینا کی ضرورت پیش آئے۔ معلوم ہوتا ہے آپ لوگوں نے میرا ذہن پڑھ لیا ہے۔ مَیں اس بارے میں ہدایت بھجوا چکا ہوں۔“

مرکز سے بعد ازاں حضورِ انور کی یہ ہدایت ہمیں پہنچ گئی۔ بینڈ کی اس تبدیلی کے ساتھ سگنل بھجوانے کے لیے زیادہ طاقتور انٹینا کی ضرورت تھی جو ۳۶ میگاہرٹز (MHz) کے 7.2 میٹر ڈش انٹینا کے ساتھ پوری کی جا سکتی تھی۔

......گیارہ جون ۱۹۹۴ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کو ساری تفصیلات بتانے کے بعد چوہدری منیر احمد صاحب اور فرحان بشارت صاحب اجازت لے کر واپس کینیڈا کی طرف روانہ ہوگئے۔ جون کے وسط میں سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابعؒ کینیڈا کے دورے پر تشریف لا رہے تھے۔ ہدایت یہی تھی کہ ٹورانٹو میں حضورؒ کو اس پراجیکٹ کی تفصیل پیش کر دی جائے۔ چنانچہ اسی روز یہ دونوں حضرات آٹوا پہنچے اور فرحان کو وہاں چھوڑنے کے بعد چوہدری صاحب سارے منصوبے کے ساتھ ٹورانٹو پہنچ گئے اور بذریعہ فیکس ”اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز“ (Applied Telecommunications) سے معاہدے کی تفصیلات اور ”کوٹیشن“ منگوا لی گئیں۔ حضورؒ کی آمد پر جب یہ ساری تفصیلات پیش کی گئیں تو آپؒ نے نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

”اب اس میں دیر نہ کریں، وقت کم ہے۔ اور اس کے لائینس ملنے اور تنصیب میں جو وقت لگے گا وہ کسی قسم کی تاخیر کا متحمل نہیں ہوسکتا۔“

”اگر مر گئے تو منصوبہ کون مکمل کرے گا؟“

خدا تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ وسط جون 1994 کے انہی دنوں میں ایک روز رات کے وقت چوہدری منیر احمد صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوگیا اور وہ ٹورانٹو ہسپتال ایمرجنسی میں پہنچ گئے۔ حضورؒ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تو آپؒ نے فرمایا:

”آپ کو کچھ نہیں ہوتا۔ فکر نہ کریں، آپ کو یہ کام مکمل کرنا ہے۔“

چند دن بعد باب ابی (Bob Eby) سارے منصوبے کے کاغذات لے کر ٹورانٹو پہنچ گیا۔ جب اسے چوہدری صاحب کی علالت کی اطلاع ملی تو سخت پریشان ہوا۔ اسے بہت فکر لاحق تھی کہ اتنے بڑے منصوبے پر ان کے دستخط ہیں۔ اگر انہیں کچھ ہوگیا تو کیا ہوگا۔ ہسپتال پہنچ کر جب ڈاکٹروں اور نرسوں نے اسے بتایا کہ منیر کی حالت بہت تشویشناک (Critical) ہے اور جلد صحت مند ہونے یا بچنے کی امید کم ہے، تو چوہدری صاحب سے کہنے لگا کہ اگر آپ مر گئے تو اس پراجیکٹ کا کیا بنے گا۔ فرحان تو اپنے کالج جا چکا ہے۔ چوہدری منیر صاحب نے مسکراتے ہوئے بڑے حوصلے اور تحمل سے کہا:

”تم فکر نہ کرو۔ ہمارے امام خلیفۃ المسیح نے کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ اس لیے یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ اس منصوبے کے پیچھے ساری جماعت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ منصوبہ حضور کے ارشاد کے مطابق ان شاءاللہ میں ہی لگاؤں گا۔ اس لیے تم ہسپتال میں میری یہ حالت دیکھ کر فکرمند نہ ہو کیونکہ میرے خلیفہ نے میرے لیے دعا کر دی ہے۔ یہ منصوبہ ضرور پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔“

باب اس بات پر بڑا حیران تھا کہ ہمیں دعا کی قبولیت پر کس قدر اعتماد ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ ہمارا کیا تعلق ہے؟ بعد ازاں وہ مدتوں کانفرنسز میں اور اپنے حلقۂ احباب میں اپنے اس حیرت انگیز تجربے کو امامِ جماعت کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کے طور پر بتاتا رہا۔ بہر کیف حضورؒ کی اجازت کے ساتھ، امیر صاحب کی ہدایت پر چوہدری منیر صاحب نے وہیں ہسپتال میں معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ اور یہ طے پایا کہ سارے آلات اور مشینری آرڈر کرنے کے بعد واشنگٹن ڈی سی میں دوبارہ ملاقات ہوگی۔ حضورؒ کے ٹورانٹو سے رخصت ہونے پر چوہدری منیر احمد صاحب بھی آٹوا واپس آگئے جہاں جولائی کے وسط میں انہیں دوبارہ دل کی تکلیف شروع ہوگئی۔ اس دوران میں ”اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز“ (Applied Telecommunications) والے سب ساز و سامان لے کر مسجد ”بیت الرحمٰن“ کے احاطے میں پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ چوہدری صاحب ہسپتال ہی سے فون پر رابطہ رکھے ہوئے تھے۔ اس دفعہ پھر فرحان بشارت صاحب نے اپنے بے پناہ خلوص اور قربانی کے جذبے کا مظاہرہ کیا اور یونیورسٹی کی پڑھائی چھوڑ کر واشنگٹن ڈی سی میں اس پراجیکٹ کی نگرانی کے لیے پہنچ گئے۔ وہ روزانہ کئی کئی گھنٹے فون پر ہدایات لیتے اور اس کام کو آگے بڑھاتے رہے۔ (اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین)۔ چوہدری صاحب بھی ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی واشنگٹن ڈی سی میں مقامِ تنصیب پر پہنچ گئے۔ اور یوں ”ارتھ اسٹیشن“ لگانے کا کام تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

کرشمۂ خداوندی --- شدید ترین معاند اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرشتۂ رحمت ثابت ہوا

ستمبر ۱۹۹۴ء کے آخر تک تمام مشینری تیار تھی۔ اور 7.2 میٹر والے ڈش انٹینا کے لیے اس پرانے گھر کے ملحقہ احاطے میں بنیادیں کھودی گئیں اور ڈیزائن اور ڈرائنگ کی مطلوبہ ضروریات (Requirements) کے مطابق فاؤنڈیشن تیار کرنے کا کام مکمل ہوگیا۔ جب کاؤنٹی کا انسپکٹر معائنہ کے لیے آیا تو اس نے اس سارے کام کو منظور کرنے کی بجائے مسترد کر دیا۔ اس کے اس فیصلے کو کاؤنٹی کی بالا اتھارٹی کے پاس چیلنج کیا گیا تو انہوں نے ایک افریقن امریکن انسپکٹر کو معائنے کے لیے بھیج دیا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ انتہائی سخت اور اکھڑ مزاج ہے۔ اس نے آتے ہی نہایت سخت رویے کے ساتھ اس فاؤنڈیشن کی جانچ پڑتال شروع کر دی۔ یہ ایک بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ اگر کاؤنٹی والے ”ارتھ اسٹیشن“ کا انٹینا لگانے کی اجازت نہ دیتے یا تاخیر کرتے تو ٹرانسمیشن حضور کی آمد تک شروع نہیں ہوسکتی تھی، گویا سارا منصوبہ ہی دھرے کا دھرا رہ جاتا۔ یہ صاف دکھائی دے رہا تھا کہ بعض مخالف عناصر کے زیرِ اثر اس پراجیکٹ میں رکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں۔

جب یہ نیا انسپکٹر موقع پر آیا تو مسجد ”بیت الرحمٰن“ قریباً مکمل ہو چکی تھی اور اکتوبر کا پہلا ہفتہ شروع ہو چکا تھا۔ دن بہت کم رہ گئے تھے۔ حضورؒ کی آمد سے پہلے پہلے تمام تفصیلات مکمل ہو کر ٹرانسمیشن شروع ہو جانی چاہیے تھی۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سخت مخالفانہ رویّے کے ساتھ معائنہ کرتے ہوئے اچانک اس انسپکٹر نے پوچھا کہ یہ کون سی مسجد ہے۔ جب اسے بتایا گیا کہ اس کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے تو کہنے لگا:

’’احمدیہ احمدیہ! I know Ahmadiyya‘‘

جب اس سے پوچھا گیا کہ تم کیسے جانتے ہو تو کہنے لگا: ’’مَیں افریقہ سے تعلق رکھتا ہوں اور میرے والدین مخلص احمدی ہیں۔ مَیں احمدیہ سکول میں پڑھا ہؤا ہوں اور مَیں بھی کبھی احمدی تھا۔‘‘ پھر ہنس کر کہنے لگا: ’’شاید اب بھی دل سے احمدی ہی ہوں، لیکن لمبا عرصہ امریکہ میں رہنے کی وجہ سے میرا کسی بھی مذہب سے تعلق نہیں رہا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ یہاں پر بھی احمدی موجود ہیں۔‘‘ ساتھ ہی کہنے لگا:

’’مَیں یہاں انسپکشن کرنے آیا ہوں۔ کاؤنٹی والے آپ کے منصوبے کو روکنا چاہتے ہیں مگر اب میں یہ نہیں ہونے دوں گا۔ دیکھیں! آج جمعہ ہے۔ مَیں منظوری کے اس نوٹ کے ساتھ آپ لوگوں کو اجازت دیتا ہوں۔ ویک اینڈ پر نہیں آؤں گا۔ ان دو، تین دنوں میں آپ کنکریٹ ڈال کر فاؤنڈیشن مکمل کر دیں اور اس کام کی تصویریں بنا کر محفوظ کر لیں۔ مَیں پیر کے روز آ کر اس منظوری کو فائنل کر دوں گا۔ اس طرح کاؤنٹی کے جو لوگ آپ کا منصوبہ روکنا چاہتے ہیں اُن کے عزائم ناکام ہو جائیں گے۔‘‘

سبحان اللہ! اس طرح خدا تعالیٰ نے ایسا معجزانہ تصرف فرمایا کہ مخالفت کرنے والوں کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ انہیں اپنے ہی ہاتھوں ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ایک سخت اور مخالفانہ عزائم لے کر آنے والے شخص کو ربِّ قدیر نے ہمارے لیے فرشتۂ رحمت بنا کر ایک غیر معمولی تائیدی اعجاز کا نشان بنا دیا۔ اور یوں امامِ وقت کا یہ ارشاد بھی کمال سچائی سے پورا ہوا کہ: ’’اللہ ہمارے ساتھ، ہمارے ساتھ ہے۔ کچھ نہیں ہوتا۔‘‘

پیر کی صبح وہ انسپکٹر دوبارہ آیا اور بُنیادوں میں سریا، سیمنٹ اور اس کی مضبوطی کے دوسرے میٹیریل کی تصویریں دیکھ کر کہنے لگا کہ وہ یہ سب کچھ دیکھ تو گیا تھا کہ یہاں سارا کام قواعد و ضوابط کے مطابق ہو رہا ہے۔ لیکن ان تصویروں کے ذریعے اس ثبوت کو محفوظ کرنا ضروری تھا۔ اب کاؤنٹی والے کوئی روک نہیں ڈال سکتے؛ کیونکہ اصل چیز بنیاد تھی۔ ڈش کی منظوری ’’ایف-سی-سی‘‘ (FCC) کا کام ہے۔ ساتھ ہی کہنے لگا:

’’اب آپ لوگ بھی مجھ پر ایک مہربانی کریں۔ جب خلیفہ صاحب آئیں تو میری ان سے ملاقات کرا دیں اور ان کے ساتھ ایک تصویر کھنچوانے کا موقع دیں۔ میرے والدین پچھلے بیس سال سے مجھے کوستے رہتے ہیں کہ مَیں جماعت سے کیوں تعلق نہیں رکھتا۔ اب مجھے موقع ملا ہے کہ خلیفہ سے برکت لوں اور ان کے ساتھ تصویر کھنچوا کر والدین کو بھیجوں۔‘‘

اس واقعے کی خبر جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دی گئی تو آپؒ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ اس طرح غیب سے سامان پیدا فرماتا ہے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً یہ خوشخبری دی گئی تھی: ’ینصرك رجال نوحی الیھم من السماء‘ اور یہ اس کی زندہ مثال ہے کہ غیب سے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا شخص بھیج دیا جو باوجود اس کے کہ مخالفانہ ذہن لے کر آیا تھا، جب موقع پر پہنچا تو خدا تعالیٰ نے اس کی کایا پلٹ دی اور وہ ایک فرشتہ ثابت ہوا۔‘‘

ڈش انٹینا کی بنیادوں میں بڑی احتیاط سے ایسا مسالا اور مواد ڈالا گیا تھا جس کے نتیجے میں کنکریٹ جلد خشک ہو کر مضبوطی پکڑ لے اور ڈش کا بوجھ سہارنے کے قابل ہو جائے۔ اکتوبر کے پہلے ہفتے میں جب بڑے بڑے ڈبوں سے نکال کر ڈش کو نصب کیا جانے لگا تو وہ اپنی غیر معمولی جسامت کی بنا پر اردگرد کے ہمسائیوں اور راہ گیروں کی توجہ مبذول کرانے کا باعث بن گئی۔ بعض لوگ استفسار کی بنا پر آ کر پوچھ لیتے تو ان کی تسلی کرا دی جاتی اور بعض کاؤنٹی آفس میں شکایت کرتے تو انہیں یہی جواب ملتا کہ مسجد والوں کو ڈش انٹینا لگانے کی اجازت ہے اور قانونی طور پر اس میں رکاوٹ نہیں ڈالی جا سکتی۔

اجازت و تعمیر کے لیے معجزانہ تائید و نصرت کے سامان

’’ارتھ اسٹیشن‘‘ کی تنصیب کا کام قریباً مکمل ہو چکا تھا مگر ابھی تک ’’ایف-سی-سی‘‘ (FCC) کی طرف سے لائیسنس کے اجرا اور منظوری کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ جس کی وجہ سے بہت فکرمندی تھی۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مغربی کینیڈا کے دورے پر تھے۔ آپؒ کو ۷ اکتوبر ۱۹۹۴ کا خطبہ وَین کُووَر سے ارشاد فرمانا تھا اور اگلے جمعہ کو مسجد ’’بیت الرحمٰن‘‘ (میری لینڈ) اور ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ سے خطبے کا پروگرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا معجزانہ تصرف فرمایا کہ اسی روز ’’ایف-سی-سی‘‘ (FCC) کی طرف سے درخواست کی منظوری اور ریڈیو اسٹیشن کے اجرا کے لائیسنس کی اطلاع مل گئی۔ حضورؒ اس وقت خطبہ جمعہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ پرائیویٹ سیکریٹری صاحب نے اطلاع دی۔ آپؒ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

’’الحمد للہ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے ایک جمعہ پہلے یہ خوشخبری دے دی ہے۔ اب مَیں تسلی سے ہوں کہ ان شاء اللہ جب اگلے ہفتے واشنگٹن میں خطبہ جمعہ دوں گا تو ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ تیار ہو چکا ہو گا۔ اور اپنے ارتھ اسٹیشن سے ہم خطبہ اور مسجد ’’بیت الرحمٰن‘‘ کا افتتاح نشر کریں گے۔ اِن شاءَاللہ۔‘‘

وینکوور میں خطبہ دینے کے بعد حضورؒ غالباً کیلگیری کے سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔ اس خوشی کی خبر سے آپؒ کے چہرے پر شکر و حمد اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ رستے میں ایک جگہ آپؒ کا پیغام ملا کہ قافلہ رک جائے۔ حضورؒ اپنی گاڑی سے اترے اور ٹیلیفون بوتھ کے پاس چلے گئے۔ اور مکرم نسیم مہدی صاحب کو کہا کہ یہاں سے صاحبزادہ میاں مظفر احمد صاحب کو فون ملائیں۔ فون ملنے پر حضورؒ نے ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ کے لائیسنس ملنے پر امیر صاحب امریکہ کو مبارکباد دی اور فرمایا:

’’کینیڈا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ کم از کم ایک ہزار ڈش انٹینا کینیڈا میں لگائے جائیں گے۔ اس لیے امریکہ کی جماعت بھی اگر دو ہزار نہیں تو کم از کم ایک ہزار انٹینا ضرور لگائیں۔‘‘ اس پر حضرت ایم ایم احمد صاحب نے عرض کی کہ حضور، ان شاءاللہ ہم ضرور حضور کے ارشاد کے مطابق ڈشیں لگائیں گے۔

سیّدنا حضرت امام جماعت اسی ہفتے امریکہ پہنچ گئے اور جمعہ سے ایک دن پہلے تیسرے پہر مسجد بیت الرحمٰن کا معائنہ کرنے کے بعد ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ تشریف لائے۔ اس وقت ’’اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز‘‘ (Applied Telecommunications) کے انجنیئرز، باب ایبی کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ حضورؒ نے ان سے کچھ معلومات طلب کیں اور بعض ہدایات سے بھی نوازا اور پھر چوہدری منیر احمد صاحب سے فرمایا:

’’مَیں نے آپ سے کہا نہیں تھا کہ آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے اور اس کو مکمل کر کے چلائیں گے بھی۔‘‘ نیز فرمایا: ’’یہ جو عارضی احاطہ بندی کی گئی ہے، یہ کافی نہیں ہے۔ یہاں پر خاردار تاروں کی اونچی باڑ لگوائیں اور اس کی حفاظت کا پوری طرح انتظام کریں۔‘‘

(باقی اِن شاء اللہ آئندہ بروز ہفتہ)

02مارچ2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	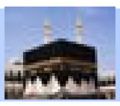	05:24	18:25
مدینہ منورہ	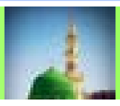	05:25	18:25
قادیان	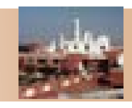	05:34	18:27
ربوہ	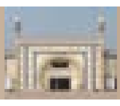	05:14	18:07
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:16	17:46